سپریم کورٹ رپورٹس(1997) SUPP. 5 ایس سی آر

ہرگووند اس دیوراج بھائی پٹیل اور دیگران

بنام

ریاست گجرات

18 نومبر 1997

(ایم۔ایم۔پنچھی اور ایم۔سری نواسن، جسٹسز)

ضابطہ تعزیرات،1860: دفعات 201، 302/34، 304 حصہ دوم کے ساتھ دفعہ 114۔قتل۔ تھانے میں اجنبی سے پوچھ گچھ۔ بری طرح پیٹا گیا۔ بے ہوش ہوگیا۔ پولیس جیپ میں لے جایا گیا۔ بعد میں جنگل سے انتہائی سڑی ہوئی لاش برآمد۔ لاش کی شناخت رشتہ داروں نے کی۔ٹرائل کورٹ نے ملزم پولیس افسران کو شک کا فائدہ دیتے ہوئے بری کر دیا۔ عدالت عالیہ نے انہیں مجرم قرار دے کر سزا سنائی۔ اپیل پر، حالات کے سلسلے میں کئی روابط غائب ہیں۔ استغاثہ یہ ثابت کرنے میں ناکام رہا کہ ملزم نے قتل کیا تھا۔ لاش کی شناخت پر شکوک وشبہات پیدا کرنے والے متعدد تضادات اور نامعلوم عوامل۔ لہذا ملزم قصوروار نہیں ہے۔ سزا کو کالعدم قرار دے دیا گیا۔

درخواست گزاروں اور پولیس افسروں کے خلاف دفعہ 201،302 اور 304 اور دفعہ 34 ایل پی سی کے تحت مقدمہ چلایا گیا۔استغاثہ کا مقدمہ یہ تھا کہ دو افراد پولیس اسٹیشن آئے اور اپیل کنندہ نمبر 1 کو مطلع کیا کہ ایک اجنبی ان کے محلہ میں داخل ہوا ہے اور انہوں نے اسے حراست میں لے لیا ہے۔ درخواست گزار نمبر 1، اپیل گزار 2 اور 6 اور دو دیگر کانسٹیبل مذکورہ مخبروں کے ساتھ پولیس جیپ میں گئے تھے۔ وہ ایک نامعلوم شخص کے ساتھ واپس آئے۔ اپیل گزار 1 سے 5 تک نے اس شخص سے پوچھ گچھ کی جس نے اپنا نام ُکے‘بتایا تھا۔ وہ بے ہوش ہوگیا۔اپیل گزار اسے پولیس جیپ میں اس بہانے لے گئے کہ وہ اسے اسپتال لے جارہے

ہیں۔ واپسی میں ناکامی پر ہیڈ کانسٹیبل آر (پی ڈبلیو-3) نے سرکل انسپکٹر سے رابطہ کرنے کی کوشش کی اور اسٹیشن ڈائری میں اندراج کیا۔

اگلے دن اپیل کنندہ نمبر 1 نے بمبئی پولیس ایکٹ کی دفعہ 122 (سی) کے تحت ایک 'پی' کے خلاف مقدمہ درج کیا تھا جس سے پچھلی رات پولیس اسٹیشن میں پوچھ تاچھ نہیں کی گئی تھی۔ کے کے رشتہ داروں نے کے ہیڈ کانسٹیبل کے ٹھکانے کے بارے میں پوچھ گچھ کرتے ہوئے سرکل انسپکٹر کو شکایت درج کرائی اور درخواست گزاروں کے خلاف 'کے' کے قتل اور لاش چھپانے کے جرم میں مقدمہ درج کیا گیا۔ سرکل انسپکٹر نے تحقیقات کا آغاز کیا اور جنگل میں ایک لاش انتہائی خراب حالت میں پڑی پائی۔ 'کے' کے رشتہ داروں نے لاش کے شخص پر لگائے گئے کپڑوں اور دیگر اشیاء کی بنیاد پر لاش کی شناخت کے ہونے کی نشاندہی کی، اپیل کنندگان نے کیس پیش کیا کہ تھانے میں لایا گیا شخص ایک 'پی' تھا اور مذکورہ 'پی' اب بھی زندہ ہے اور ان کی طرف سے کوئی جرم نہیں کیا گیا ہے۔

ٹرائل کورٹ نے ملزمین کو شک کا فائدہ دیتے ہوئے دفعہ 232 فوجداری مقدمہ کے تحت بری کر دیا۔ تاہم اپیل پر عدالت عالیہ نے ٹرائل کورٹ کے فیصلے کو پلٹتے ہوئے اپیل کنندگان کو دفعہ 304 حصہ دوم اور دفعہ 114 اور دفعہ 201 آئی پی سی کے تحت مجرم قرار دیا۔

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے، یہ عدالت

منعقد: 1.1. استغاثہ یہ ثابت کرنے میں ناکام رہا ہے کہ اپیل کنندگان نے ان کے خلاف مبینہ جرم کا ارتکاب کیا تھا۔ اس طرح اپیل کنندگان ان جرائم کے قصوروار نہیں ہیں جن کے لئے ان پر الزام عائد کیا گیا تھا۔ (162-ای-ایف)

2.1۔ فوری معاملے میں شواہد کے تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ زنجیر میں کئی روابط غائب ہیں اور اس طرح یہ کہنا ممکن نہیں ہے کہ ملزم ان جرائم کے مجرم تھے جن کے ساتھ ان پر الزام عائد کیا گیا تھا۔ یہ مقدمہ واقعاتی شواہد پر منحصر ہے اور کوئی عینی شاہد نہیں ہے۔ جن حالات سے جرم کا نتیجہ اخذ کیا جانا ہے انہیں مکمل طور پر

ثابت کیا جانا چاہئے اور وہ حالات ملزم کو جرم سے جوڑنے کے لئے حتمی نوعیت کے ہونے چاہئیں ۔ واقعہ کے سلسلے میں تمام روابط معقول شک وشبہ سے بالاتر ہونے چاہئیں اور حالات صرف ملزم کے جرم کے مفروضے سے مطابقت رکھتے ہیں اور اس کی بے گناہی سے مکمل طور پر مطابقت نہیں رکھتے ہیں ۔ دوسرے لفظوں میں حالات سے جو نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے وہ استغاثہ کے مقدمے کی حمایت میں ہونا چاہئے اور ملزم کی بے گناہی سے مکمل طور پر مطابقت نہیں رکھتا ۔

(E۔بی-اے-159)

ریاست پنجاب، بنام بھجن سنگھ، اے آئی آر (1975) ایس سی 258، کا حوالہ دیا گیا۔

2۔ ٹرائل کورٹ نے قرار دیا ہے کہ جو لاش ملی ہے وہ 'کے' کی ہے، مذکورہ نتیجہ ٹرائل جج نے لباس کی مدد سے کی گئی شناخت اور جسم پر پائی جانے والی دیگر چیزوں جیسے تعویذ، پلاسٹک سینڈل وغیرہ کی بنیاد پر اخذ کیا تھا۔لیکن ان گواہوں کے ثبوتوں میں کئی تضادات ہیں جن میں اس شخص کے پہنے ہوئے لباس کا رنگ بھی شامل ہے جب اسے پولیس اسٹیشن لایا گیا تھا۔ یہاں تک کہ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ اس طرح کے تضادات بہت زیادہ مادی نہیں ہیں، تو کچھ غیر واضح عوامل اور جواب طلب سوالات موجود ہیں جن کی وجہ سے لاش کی شناخت پر شدید شکوک وشبہات پیدا ہوتے ہیں کہ 'کے' کی بیوی سے عدالت میں تفتیش نہیں کی گئی تھی جو 'کے' کی لاش کی شناخت کرنے کے لئے بہترین شخص ہوتی۔ پوسٹ مارٹم کرنے والے ڈاکٹر (پی ڈبلیو -1) نے گواہی دی ہے کہ یہ شناخت کرنا ممکن نہیں ہے کہ یہ کس کی لاش تھی کیونکہ وہ انتہائی سڑ چکی تھی۔ ان حالات میں ٹرائل جج کے اس فیصلے کی صداقت کو قبول کرنا مشکل ہے کہ لاش 'کے' کی تھی حالانکہ عدالت عالیہ نے اس کی تصدیق کی ہے۔

(159-ایف-ایچ؛160-سی-ای)

3۔ ریکارڈ پر موجود ثبوت استغاثہ کے اس کیس کی حمایت نہیں کرتے ہیں کہ ملزم نے 'کے' کو اس وقت پیٹا جب اس سے پولیس اسٹیشن میں پوچھ گچھ کی جا رہی تھی۔ اگر مار پیٹ نہ ہوتی تو موت کو قتل نہیں کہا جا سکتا تھا۔ بدقسمتی سے عدالت عالیہ نے اس معاملے کے ان پہلوؤں پر غور کرنے سے گریز کیا ہے اور یہ نوٹ کرنے میں ناکام رہا ہے کہ واقعات کے سلسلے میں کئی لنکس غائب ہیں۔ [162-ڈی-ای]

فوجداری اپیلیٹ کا دائرہ اختیار: 1991 کی فوجداری اپیل نمبر 770۔

1983 کی فوجداری اپیل نمبر 765 میں گجرات عدالت عالیہ کے 11.10.91 کے فیصلے اور حکم

سے

درخواست گزاروں کی طرف سے یو آر لال، محترمہ نیتیبو نوریٹسو اور محترمہ ایچ۔ واہی۔

مدعاعلیہ کے لئے میسرز آئی۔ایم۔ناناوتی ایسوسی ایٹس کے لئے پرشانت کمار اور ایس۔کے۔

سبھروال۔

عدالت کا فیصلہ بذریعہ سنایا گیا:

سری نواسن، جسٹس۔ درخواست گزار پولیس افسر ہیں۔ان میں سے پہلا سب انسپکٹر تھا اور باقی کانسٹیبل تھے۔ان پر دفعہ 201، 302 اور 302 اور دفعہ 34 آئی پی سی کے تحت الزامات عائد کیے گئے تھے۔ایڈیشنل سیشن جج مہیسانہ کی عدالت نے انہیں شک کا فائدہ دے کر بری کر دیا اور عدالت عالیہ نے مذکورہ فیصلے کو پلٹتے ہوئے انہیں دفعہ 304 پارٹ ٹو اور دفعہ 201 اور دفعہ 114 آئی پی سی کے تحت قصوروار قرار دیتے ہوئے 7 سال قید بامشقت اور ڈھائی سال قید بامشقت اور 100 روپے جرمانے کی سزا سنائی۔راماجی سرسنگ جی ٹھاکر نام کا ایک اور ملزم تھا جس کی عدالت عالیہ میں اپیل زیر التوا ہونے کے دوران موت ہو گئی تھی جس کے نتیجے میں اس کے خلاف اس کی سزا ختم ہو گئی تھی۔

2۔ استغاثہ کا مقدمہ درج ذیل تھا:

(i) 19 جولائی، 1982 کو وڈنگر قصبے کے بھالیرس علاقے کے دو باشندے رات تقریبا 30.10 بجے پولیس اسٹیشن آئے اور پی ایس آئی (پہلے اپیل کنندہ) کو مطلع کیا کہ ایک شخص ان کے محلہ میں داخل ہوا ہے اور انہوں نے اسے باندھ کر وہاں حراست میں لے لیا ہے۔ پہلا درخواست گزار اپیل گزار 2 اور

6اور دو دیگر کانسٹیبلوں کے ساتھ پولیس جیپ میں دو مخبروں کو اپنے ساتھ لے گیا۔ وہ آدھے گھنٹے کے اندر ایک نامعلوم شخص کے ساتھ واپس آ گئے۔ مذکورہ شخص ہر وقت چیختا رہتا تھا۔ وہ کبھی کہہ رہے تھے کہ وہ ریلوے میں خدمات انجام دے رہے ہیں اور کبھی یہ کہ ان کے والد ریلوے میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ درخواست گزار 1 سے 5 تک اس شخص سے پوچھ گچھ کر رہے تھے جس نے اپنا نام راج پورہ گاوں (کٹوسن) کے کانتوجی موہن سنگھ بتایا تھا۔ اپیل کنندگان نے اسے بری طرح پیٹا تھا۔ اس وقت پاس کے ایک رہائشی رسک لال دوے (پی ڈبلیو-4) پولیس اسٹیشن آئے اور اس کے بارے میں پوچھ گچھ کی۔ اس نے کانتوجی سے بھی اس کے بارے میں پوچھ گچھ کی اور چلا گیا۔ مذکورہ کانتوجی پوچھ تاچھ کے دوران بے ہوش ہو گئے۔ اپیل گزار اسے پولیس جیپ میں یہ کہتے ہوئے لے گئے کہ وہ اسے اسپتال لے جا رہے ہیں۔ چونکہ وہ تین گھنٹے سے زیادہ وقت تک واپس نہیں لوٹے، اس لیے ہیڈ کانسٹیبل رمن بھارتی (شکایت کنندہ) نے کھیرالو کے سرکل پولیس انسپکٹر اور مہیسانہ کے ڈی ایس پی سے فون پر رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے۔ اس نے اسٹیشن ڈائری میں اندراج کیا اور کانسٹیبل گمبھیر جی کے ذریعے پولیس کانسٹیبل رتن کو وائرلیس پیغام بھیجا۔ چونکہ وہ ٹھیک محسوس نہیں کر رہے تھے اس لئے انہوں نے 82.7.20 کو صبح 10.7 بجے ایچ سی وڈانسنگ کو فون کیا اور پولیس اسٹیشن کا چارج سونپا اور گھر چلے گئے۔

(ii) 20.7.82 کو پہلے اپیل کنندہ نے بمبئی پولیس ایکٹ کی دفعہ 122 (سی) کے تحت جگپورہ کے ایک ٹکر د پربت جی بھکھا جی کے خلاف مقدمہ درج کیا تھا۔ مذکورہ پربت جی وہ شخص نہیں تھا جس سے 19.7.82 کی رات کو پولیس اسٹیشن میں پوچھ تاچھ کی گئی تھی۔ 21.7.82 کو کانتوجی کے کچھ رشتہ دار پولیس اسٹیشن آئے اور شکایت کنندہ کو ان سے پتہ چلا کہ 19.7.82 کے بعد سے کانتوجی کے ٹھکانے کا پتہ نہیں ہے۔ 82.7.22 کو شکایت کنندہ نے کھیرالو کے سرکل پولیس انسپکٹر کے سامنے شکایت درج کرائی اور اسی کی بنیاد پر کنتوجی موہن سنگھ کے قتل کے جرم اور لاش کو چھپانے کے جرم میں وڈنگر پولیس اسٹیشن میں اپیل کنندگان کے خلاف شکایت درج کرائی تاکہ انہیں قانونی سزا سے بچایا جا سکے۔

(iii) اس کے بعد سرکل پولیس انسپکٹر نے تفتیش شروع کی اور دانتا اور راماجی کے درمیان جنگل میں ایک لاش پڑی پائی گئی۔ یہ سڑی ہوئی حالت میں تھا اور اس کے کپڑے کانتوجی کے پہنے ہوئے کپڑے سے ملتے جلتے تھے جب انہیں 19 تاریخ کو پولیس اسٹیشن لایا گیا تھا۔ کانتوجی کے رشتہ داروں نے لاش کے شخص

پر لگائے گئے کپڑوں اور دیگر اشیاء کی شناخت کی اور لاش کی شناخت بھی کانتوجی کے طور پر کی۔ درخواست گزاروں کو گرفتار کیا گیا تھا اور تحقیقات مکمل ہونے کے بعد ان کے خلاف چارج شیٹ دائر کی گئی تھی۔

3۔ ملزم نے مقدمہ پیش کیا کہ جس شخص کو 19.7.82 کو تھانے لایا گیا تھا وہ جگبورہ گاوں کا پربت جی بھیکا جی تھا اور اسے گھر توڑنے کے جرم کی تحقیقات کے لئے لے جایا گیا تھا۔ بھالی سروس علاقہ اور چونکہ وہ اس جرم میں ملوث نہیں پایا گیا تھا، لہذا اسے صبح واپس پولیس اسٹیشن لایا گیا اور پہلے اپیل کنندہ نے بمبئی پولیس ایکٹ کی دفعہ 122 (سی) کے تحت شکایت درج کرائی۔ مذکورہ پربت جی زندہ ہیں اور ان کے ذریعہ کوئی جرم نہیں کیا گیا تھا۔

4۔ ایڈیشنل سیشن جج مہسانہ نے فیصلہ کرنے کے لئے مندرجہ ذیل نکات مرتب کیے:

(1) کیا یہ ثابت ہوتا ہے کہ 23.7.82 کو دانتا امباجی کے درمیان ترشولیا دھاٹا میں ملنے والی لاش راج پور (کٹوسن) تعلقہ کے کانتوجی موہن سنگھ ٹھاکر، ورامگام کی تھی۔ ؟

(2) اگر ہاں، تو کیا کانتوجی کی موت ایک قاتلانہ موت تھی؟

(3) کیا یہ ثابت ہوتا ہے کہ 19.7.82 اور 20.7.82 کی درمیانی شب تمام ملزمین یا ان میں سے کسی نے ایک دوسرے کی مدد اور اکسانے یا مشترکہ ارادے سے جان بوجھ کر قتل کیا تھا؟

(4) کیا یہ ثابت ہوتا ہے کہ تمام ملزمین یا ان میں سے کسی نے کانتوجی موہن سنگھ کی لاش کو اس جگہ پر پھینک دیا تھا جہاں سے یہ ملی تھی تاکہ مجرموں کو قانونی سزا سے بچایا جاسکے؟

(5) سات ملزمین یا ان میں سے کسی نے کیا جرم کیا ثابت کیا ہے؟

5۔ استغاثہ نے بارہ گواہوں سے پوچھ گچھ کی اور کئی دستاویزات کونشان زد کیا۔شواہد پر غور کرنے کے بعدٹرائل جج نے پہلے نکتے کا جواب ہاں میں دیااور منفی میں 2 سے 4 کا جواب دیا۔انہوں نے پانچویں نکتے پر کہا کہ کسی بھی ملزم نے ایسا کوئی جرم نہیں کیا جس کے لئے ان پرفرد جرم عائد کی گئی ہو۔نتیجتاً انہوں نے ملزمین کو شک کا فائدہ دیااورانہیں دفعہ 232 کرمنل پی سی کے تحت بری کردیا۔

6۔ ریاست گجرات نے اپیل کو ترجیح دی۔عدالت عالیہ نےٹرائل کورٹ کے فیصلےکو پلٹ دیا اوراپیل کنندگان کوقصوروار پایا۔ڈویژن بینچ کے دونوں ججوں نے دفعہ 304 پارٹ 2اوردفعہ 114 آئی پی سی کے ساتھ ساتھ دفعہ 201 آئی پی سی کےتحت اپیل کنندگان کوقصوروارٹھہراتے ہوئے الگ الگ لیکن بیک وقت فیصلے لکھے۔اپیل کنندگان نے اسی کوچیلنج کرتے ہوئے اس اپیل کوترجیح دی ہے۔

7۔ ہم نے دونوں فریقوں کی مشاورت کوتفصیل سے سنا ہےاور پورے ریکارڈ کا مطالعہ کیا ہے۔ سب سے پہلے، یہ نوٹ کیا جانا چاہئے کہ معاملہ واقعاتی شواہد پر مبنی ہےاور جرم کے وقوع کے لئے کوئی چشم دید گواہ نہیں ہے.اس عدالت کی طرف سے بار بار یہ طے کیا گیا ہے کہ جن حالات سے جرم کا نتیجہ اخذ کیا جانا ہے انہیں مکمل طور پر ثابت کیا جانا چاہئے اور وہ حالات ملزم کو جرم سے جوڑنے کے لئے حتمی نوعیت کے ہونے چاہئیں۔واقعہ کے سلسلے میں تمام روابط معقول شک وشبہ سے بالاتر ہونے چاہئیں اور حالات صرف ملزم کے جرم کے مفروضے سے مطابقت رکھتے ہیں اوراس کی بے گناہی سے مکمل طور پر مطابقت نہیں رکھتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں حالات سے جونتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے وہ استغاثہ کے مقدمے کی حمایت میں ہونا چاہئے اور ملزم کی بے گناہی سے مکمل طور پر مطابقت نہیں رکھتا۔اس موضوع پر فیصلوں کا حوالہ دینا غیر ضروری ہے سوائے اس کے کہ اپیل کنندہ کے فاضل وکیل کے ذریعہ منحصر فیصلے کا حوالہ دیا جائے۔ریاست پنجاب بنام بھجن سنگھ، اے آئی آر(1975)ایس سی 258 کے معاملے میں اس عدالت نے کہا کہ حالاتی ثبوت کئی کمزوریوں کا شکار ہیں اورڈاکٹر موت کی وجہ معلوم کرنے سے قاصر ہیں کیونکہ لاشیں سڑنے کے مرحلے میں ہیں۔ایسے حالات میں عدالت نے رائے دی کہ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ جن لوگوں کی لاشیں برآمد ہوئی ہیں ان کی موت قتل ہے۔اس عدالت نے یہ بھی مشاہدہ کیا کہ ملزم کے خلاف شک چاہے کتنا ہی مضبوط کیوں نہ ہو،ثبوت کی جگہ لینے اورملزم کے جرم کا پتہ لگانے کے لئے کافی نہیں ہے۔

8۔ مندرجہ بالا اصولوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے اگر اس معاملے میں شواہد کا تجزیہ کیا جائے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ زنجیر میں کئی روابط غائب ہیں اور یہ کہنا ممکن نہیں ہے کہ طے شدہ حالات اس نا قابل تردید نتیجے کا باعث بنتے ہیں کہ ملزم اس جرم کے مجرم تھے جس کے ساتھ ان پر الزام عائد کیا گیا تھا۔

9۔ ٹرائل جج نے اس میں کوئی شک نہیں کیا ہے کہ 23.7.82 کو داننا اور امباجی کے درمیان ترشولیا دھاٹا میں ملنے والی لاش راج پور (کٹوسن) گاوں کے کانتوجی موہن سنگھ کی تھی۔ مذکورہ نتیجہ ٹرائل جج نے لباس کی مدد سے کی گئی شناخت اور جسم پر پائی جانے والی دیگر چیزوں جیسے تعویذ، پلاسٹک سینڈل وغیرہ کی بنیاد پر اخذ کیا۔ لیکن ان گواہوں کے ثبوتوں میں کئی تضادات ہیں جن میں 19.7.1992 کی رات کو پولیس اسٹیشن لائے گئے شخص کے پہنے ہوئے لباس کا رنگ بھی شامل ہے۔ یہاں تک کہ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ اس طرح کے تضادات بہت زیادہ مادی نہیں ہیں، تو کچھ غیر واضح عوامل اور جواب طلب سوالات ہیں جو لاش کی شناخت پر شدید شکوک و شبہات کا سبب بنتے ہیں۔ کانتوجی کے چچا زاد بھائی جینتی بھائی کا کو بھا کے ثبوت کے مطابق، وہ دونوں ڈاکٹر موتی بھائی چودھری سے ان کی ڈسپنسری میں ایڈزیما کے سلسلے میں مشورہ کرنے کے لیے وس نگر گئے تھے، جہاں سے کانتوجی کو تکلیف ہو رہی تھی۔ چونکہ ڈسپنسری میں مریضوں کا رش تھا، کانتوجی نے کہا کہ وہ اگلے دن دوبارہ آئیں گے اور اس لئے > دونوں راج پور واپس آنے کے لئے شام تقریبا 7.30 بجے وس نگر ایس ٹی بس اسٹیشن گئے تھے۔ عینی شاہدین کے مطابق کانتوجی ایک بس میں سوار ہوئے تھے جو وڈ نگر جا رہی تھی جب وہ پینے کے پانی کے لیے واٹر روم میں گئے تھے اور وہ پیچھے رہ گئے تھے، کانتوجی نے یقینی طور پر کافی تعلیم حاصل کی تھی تا کہ بس کی منزل دکھانے والے بورڈ کو پڑھ سکیں۔ ان کے لیے وڈ نگر جانے کی کوئی وجہ نہیں تھی اور وہ بھی اپنے کزن بھائی کو بیچ میں چھوڑ کر۔ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ اس وقت (کٹوسن) راج پور کے لئے کوئی بس نہیں تھی اور کسی کو وڈ نگر جانا پڑتا تھا اور وہاں سے راج پور جانا پڑتا تھا۔ استغاثہ اس معاملے کے اس پہلو پر کوئی ثبوت پیش کرنے میں ناکام رہا ہے۔

10۔ دوسری بات یہ ہے کہ کانتوجی کی بیوی سے عدالت میں پوچھ گچھ نہیں کی گئی جو کانتوجی کی لاش کی شناخت کرنے کے لیے بہترین شخص ہوتی۔ اس کی جانچ نہ کرنے کی کوئی وضاحت نہیں ہے۔

11۔ پوسٹ مارٹم کرنے والے ڈاکٹر (پی ڈبلیو-1) نے گواہی دی ہے کہ یہ شاخت کرنا ممکن نہیں ہے کہ یہ کس کی لاش تھی کیونکہ وہ انتہائی سڑ چکی تھی۔ ان حالات میں ہم ٹرائل جج کے اس فیصلے کی صداقت کو قبول کرنے کے لئے خود کو قائل کرنے سے قاصر ہیں کہ لاش کانتوجی کی تھی حالانکہ عدالت عالیہ نے اس کی تصدیق کی ہے۔

12۔ استغاثہ کی پوزیشن اس وقت مزید خراب ہو جاتی ہے جب 19 تاریخ کو تھانے میں پوچھ گچھ کرنے والے شخص کی شاخت کے سوال پر غور کیا جاتا ہے۔ استغاثہ کا معاملہ یہ ہے کہ بھالیسرا واس علاقے کے دو باشندے 19.7.82 کو رات تقریباً 10.30 بجے پولیس اسٹیشن آئے اور پی ایس آئی کو مطلع کیا کہ انہوں نے ایک اجنبی کو غنڈہ کی طرح پکڑ لیا ہے اور اس کے بعد ملزم مذکورہ شخص کو پکڑنے کے لئے ان کے ساتھ گیا اور اسے پولیس اسٹیشن لے آیا۔ استغاثہ کے ذریعہ پی ڈبلیو ے کی جانچ کی گئی ہے کہ وہ ان افراد میں سے ایک ہے جنہوں نے پولیس اسٹیشن میں اس اجنبی کے بارے میں اطلاع دی تھی جسے بھالیسر واس علاقے میں پکڑا گیا تھا۔ ان کے ساتھ آنے والے دوسرے شخص جس کا نام ادے جی موہن جی بتایا گیا ہے، اس سے پوچھ گچھ نہیں کی گئی ہے۔ پی ڈبلیو 7 کے مطابق اجنبی شخص نے دعویٰ کیا کہ وہ جگبورہ کا رہنے والا شخص ہے اور اس کا نام پربت جی بھیکاجی ہے۔ پی ڈبلیو 7 کے مطابق انہوں نے مذکورہ شخص کو دو یا تین دن بعد دیکھا تھا۔ ٹرائل کورٹ نے ان کے ثبوتوں کو بنائے گئے ثبوت کے طور پر مسترد کر دیا ہے۔ پی ڈبلیو 7 کو کچھ بھی تجویز نہیں کیا گیا ہے کہ وہ جھوٹ کیوں بولیں۔ اس کے ساتھ دشمن گواہ کے طور پر سلوک نہیں کیا گیا۔ اس کے ثبوت کے مطابق علاقے کے کئی لوگ اس کے ساتھ تھے اور انہوں نے اجنبی کو اپنے واس میں بجلی کے کھمبے کے پاس بٹھایا جب مذکورہ گواہ اور ادے جی موہن جی پولیس اسٹیشن گئے۔ اس کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ علاقے کے کسی دوسرے شخص سے یہ ظاہر کرنے کے لئے پوچھ گچھ نہیں کی گئی ہے کہ جس شخص کو 19 تاریخ کی رات کو پولیس اسٹیشن لے جایا گیا تھا وہ کانتوجی تھا یا کسی بھی طرح سے یہ پربت جی نہیں تھا۔

13۔ اس کے علاوہ، اگر کانتوجی، جو ریلوے کے ملازم تھے، غلطی سے یا حالات کی سنگینی کی وجہ سے راج پور کے بجائے وڈنگر جانے والی بس میں سوار ہوتے ہوئے بھالیسرا واس کے پاس چلے گئے تھے، تو ریکارڈ پر ایسا کچھ بھی نہیں ہے جس سے پتہ چلے کہ انہیں پی ڈبلیو 7 کے محلہ میں کیوں جانا چاہیے۔ یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ کانتوجی اپنی شاخت اور اس حقیقت کو ظاہر کرنے میں ناکام رہے کہ وہ ریلوے کا ملازم تھا جب اس

علاقے کے لوگوں نے اسے پکڑ لیا اور اسے بجلی کے کھمبے کے قریب بٹھا دیا۔ ریکارڈ پر اس بات کا بھی کوئی ثبوت نہیں ہے کہ کانتوجی غنڈے کی طرح نظر آتے تھے۔

14۔ عدالت عالیہ نے شکایت کنندہ پی ڈبلیو3، پولیس کانسٹیبل پرشوتم پی ڈبلیو5 اور پولیس کانسٹیبل گمبھیر جی، پی ڈبلیو-11 کے علاوہ پولیس اسٹیشن کے قریب رہنے والے رسک لائی دوے کے ثبوتوں پر بھروسہ کیا ہے۔ ان کے شواہد کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ گواہ سچ نہیں بول رہے ہیں، خاص طور پر رسک لائی ڈیو کا ثبوت انتہائی مصنوعی اور غیر فطری ہے۔ جہاں تک شکایت کنندہ کا تعلق ہے، عدالت عالیہ ایک اہم صورتحال کا نوٹس لینے میں ناکام رہا کہ اس نے اپنی نمائندگی کے لئے سیشن کورٹ میں اپنے ایک وکیل کی خدمات حاصل کیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے اس معاملے میں ذاتی دلچسپی لی تھی۔ اس کے علاوہ ٹرائل کورٹ نے مذکورہ گواہوں کے شواہد میں جن مختلف تضادات کی نشاندہی کی ہے وہ انتہائی متعلقہ اور مادی ہیں اور اسے ناقابل قبول بنانے کے لئے کافی ہیں۔ ہم اس سلسلے میں ٹرائل کورٹ کے فیصلے میں جو نشاندہی کی ہے اسے دہرانا ضروری نہیں سمجھتے۔ عدالت عالیہ نے ٹرائل کورٹ سے مختلف ہونے کا فیصلہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ تضادات مادی نہیں ہیں۔ عدالت عالیہ نے اس مفروضے پر بھی پیش رفت کی ہے کہ جس شخص کی لاش ترشولیا دھاٹا میں ملی تھی وہ وہی شخص تھا جسے 19.7.1982 کو پوچھ تاچھ کے لئے پولیس اسٹیشن لے جایا گیا تھا۔ یہاں تک کہ یہ مان بھی لیا جائے کہ جس شخص کو پولیس اسٹیشن لے جایا گیا تھا وہ پربت جی نہیں تھا، دستیاب ثبوتوں کی بنیاد پر یہ کہنا ممکن نہیں ہے کہ کانتوجی کو تھانے لے جایا گیا تھا۔ اس جرم کی نشاندہی کرنے کے لئے ریکارڈ پر کچھ بھی نہیں ہے جس کے لئے کانتوجی کو پولیس اسٹیشن لایا گیا تھا اور پوچھ تاچھ کی گئی تھی۔

15۔ اس کیس کا سب سے اہم پہلو جو ہماری رائے میں قابل قبول بھی ہے وہ یہ ہے کہ ایسا کوئی ثبوت موجود نہیں ہے جو یہ ثابت کر سکے کہ جس شخص کی لاش بعد میں ملی تھی اسے ملزم نے اس حد تک مارا پیٹا تھا کہ وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ پی ڈبلیو ون، ڈاکٹر کا ثبوت یہ ہے کہ اگر اس شخص پر تشدد یا زخموں کے نشانات ہیں یا تو اینٹی مارٹم یا پوسٹ مارٹم، تو یہ کہا جا سکتا ہے، بھلے ہی لاش سڑ چکی ہو۔ اسی گواہ نے واضح طور پر کہا ہے کہ لاش پر جو کپڑے تھے ان پر خون کے دھبے نہیں تھے اور نہ ہی خون کے بھیگے ہوئے تھے۔ شکایت کنندہ پی ڈبلیو3 نے بیان دیا ہے کہ جس شخص سے پوچھ تاچھ کی جا رہی تھی اسے صرف ملزم نے تھپڑ مارا تھا۔ انہوں نے کہیں بھی بیان نہیں دیا ہے کہ مذکورہ شخص کو پیٹا گیا تھا۔ یہاں تک کہ رسک لائی دوے (پی ڈبلیو-4) جس کے ثبوت ہمیں

قبول کرنے کے قابل نہیں ملے ہیں، اس حد تک نہیں گئے ہیں کہ انہوں نے ملزم کو پولیس اسٹیشن میں موجود شخص کو پیٹتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس نے گواہی دی ہے کہ اس نے پولیس افسروں سے کہا تھا کہ لوگوں کو مارنا مناسب نہیں ہے ۔ ان کا یہ بیان بالکل بے معنی ہے جب انہوں نے مثبت طور پر یہ نہیں کہا تھا کہ ملزم نے پولیس اسٹیشن میں موجود شخص کو مارا پیٹا تھا۔ دوسری جانب اس نے اپنے جرح میں کہا تھا کہ اس کی موجودگی میں مار پیٹ نہیں ہوئی تھی اور اس شخص نے اسے یہ نہیں بتایا تھا کہ اسے مارا پیٹا جا رہا ہے۔

16۔ ہمیں یہ کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے کہ ریکورڈ پر موجود ثبوت استغاثہ کے معاملے کی حمایت نہیں کرتے ہیں کہ ملزم نے کانتوجی کو اس وقت پیٹا تھا جب ان سے پولیس اسٹیشن میں پوچھ تاچھ کی جا رہی تھی ۔ اگر مار پیٹ نہ ہوتی تو موت کو قتل نہیں کہا جا سکتا تھا۔ بدقسمتی سے عدالت عالیہ نے اس معاملے کے ان پہلوؤں پر غور کرنے سے گریز کیا ہے اور یہ نوٹ کرنے میں ناکام رہا ہے کہ واقعات کے سلسلے میں کئی لنکس غائب ہیں ۔ لہٰذا ہمیں یہ ماننا ہوگا کہ استغاثہ یہ ثابت کرنے میں ناکام رہا ہے کہ ملزمین نے ان کے خلاف مبینہ جرائم کا ارتکاب کیا تھا۔

17. اپیل کنندگان کے وکیل نے درست نشاندہی کی ہے کہ عدالت عالیہ کو ہر اپیل گزار کے معاملے پر انفرادی طور پر غور کرنا چاہیئے تھا اور ان میں سے ہر ایک کے جرم کی حد کا تعین کرنا چاہیئے تھا۔ چونکہ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ اپیل کنندگان ان جرائم کے قصوروار نہیں ہیں جن کے لئے ان پر الزام لگایا گیا تھا، لہٰذا ہمارے لئے ہر اپیل کنندہ کے معاملے پر انفرادی طور پر غور کرنا غیر ضروری ہے ۔

18. اس کے نتیجے میں اپیل کی اجازت دی جاتی ہے اور اس کی فائل پر 1983 کی فوجداری اپیل نمبر 765 میں عدالت عالیہ کا فیصلہ کالعدم قرار دیا جاتا ہے۔ اپیل کنندگان کو بری کر دیا جاتا ہے اور ان کے ضمانتی بانڈ منسوخ کر دیے جاتے ہیں ۔

ایس وی کے آئی

اپیل منظور کی جاتی ہے۔

Sheikh Javiad Alam
2024.08.03 15:39
I am the author of this document